جلد ۷	بمبئی ۔ دوشنبہ ۳۰ شوال المکرم ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۰۲ء	نمبر ۵

مقدمۃ الجیش اور وہ بھاگ گئے

انگریزی میں جانے سے بارہ ہاتھ لوڈ جون کی جہالت کچھ بہت [illegible] وہ تعداد میں کبھی باز نہیں رہ سکتے۔ پہلے کئی دفعہ تو حکومت سے ... انگریزوں کی بعض فوج کوشش کر چکے ہیں اور وہ کام ہاتھ نہ آنے میں کامیاب بھی ہو گئے لیکن جا کہاں سکتے تھے جہاں میں خبر آئی ہے کہ ترجاتی میں جو قیدی گرفتار کئے گئے ہیں انہیں بہت قیدی وغیرہ گرفتار ہو کر خدا جانے پر تحقیقات میں ملک ہیں کہ ... فوج ... مفت گیر ... کی ... ہے مگر ... بجائے صاف ... انکی سر حماقت ... گورنمنٹ ... سکتے ہیں ... ہمیشہ مفتی رہ سکتے ہیں۔

رقم تو ہاتھ چڑھ گئی

جنگ ٹرانسوال کا خرچہ واقعی ادھار ... پایا جاتا ہے۔ گورنمنٹ عالیہ کے عالی حوصلہ ہوتے ہیں تو شک نہیں۔ لیکن یہ ایسی گمان بھی نہیں کہ کسی کام میں فضول خرچی گوارا کرے۔ جنگ ٹرانسوال کی بعض مدوں میں جو الٹی تلگی کیساتھ رقمیں بہا دی گئیں ان کی نسبت ہمیں بھی حیرت تھی کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اب معلوم ہوا کہ بیمار گذاروں کی مہربانی تھی بعض ممبرن نے جو گھوڑوں کی خرید و فروخت کے متعلق ادھار ... معاملے بیچے تو وہ چلا اٹھے کیا مفت کی رقم ہے۔ گورنمنٹ بھی ... تو معلوم ہوا کہ کپتان ... کو جو ہنگری ... گھوڑے خریدنے کا ... تھا انہوں نے ... کوئی اسکی ... مرغ ... گئی کہ ... انتظام ... معقول ... گئی۔

واہ رے سڈیشن

گورنمنٹ انڈیا نے سڈیشن کا قانون ایسا نکالا کہ دیسی ریاستوں کی رعایا داد خواہی سے ہی ہمیشہ کیلئے معذور اور محروم ہو گئی۔ حال کا ایک واقعہ ہے کہ ریاست بڑودہ میں ایک معزز شخص کو سڈیشن کے الزام میں چالان کیا گیا اور ۶ مہینے کی سزا دیدی گئی۔ مسٹر ... احمد آباد کے اخبار ... نے ایسے مضمون کا اعلان شائع کرایا تھا کہ قوم ... کے بعض حقوق جو ریاست نے چھین لئے ہیں۔ وہ حقوق اگر ... قوم واپس لینا چاہے تو ہمیں کے معزز اشخاص کے پاس شکایتی مراسلہ بھیجدیں۔ میں بھی اسی قوم کی ... میں ... قوم کی بہبودی کی کوشش کرونگا بس اتنی سی بات پر اس حامی قوم کو چالان کیا گیا۔ الزام یہ تھا کہ تونے یہ کوشش کرنی چاہی ہے کہ گورنمنٹ کی نگاہ ... وقت ... چند ... کیا ...

جنٹلمین ہو تو ایسا ہو

جنٹلمینی کی بنیاد ولایتیون نے یہی سمجھ رکھی ہے۔ کہ تفریح کے وقت منہہ سے سیٹی بجاتے جائیں۔ اور کتا دُم کے پیچھے دُم ہلاتا ہوا چلے۔ دیسی جنٹلمینون نے جو دیکھا کہ یورپین کتون کا منہہ چومتے ہیں اور بھی اولاد سے زیادہ انسے محبت کرتے ہین تو وہ بھی ان کے قدم بقدم چلنے لگے۔ بلکہ یہ کوشش کرنے لگے کہ صاحب بہادرون سے بھی ایک نمبر بڑھ رہے۔ چنانچہ مدراس کے ایک دیسی جنٹلمین کا واقعہ حال مین سنا گیا ہے۔ کتے کی ذات تو رفیق سمجھی ہی جاتی ہے مگر اسنے بھی رفاقت کی حد کر دی اوسنے ایک کتیا کو بڑے ناز و نعمت سے پالا تھا۔ وہ مر گئی۔ جنٹلمین صاحب کو (جو ہندو تھے) سخت ملال ہوا۔ اور یہ چاہا کہ اسکی میت دھوم دھام سے باجا رہین گشت کرائی جائے تاکہ لوگ میری جنٹلمینی پر عش عش کرین اور کہین کہ جنٹلمین ہو تو ایسا ہو۔ اور کتے کی رفاقت ہو تو ایسی ہو۔ غرض انہون نے میونسپلٹی مین عرضی دی کہ افسوس میری نازون کی پالی لاڈلی کتیا چل بسی۔ مین اسکی ارتھی باکر انگریزی باجہ کے ساتھ گشت کرانا چاہتا ہون۔ وہ درخواست نامنظور کر دیگئی۔ جنٹلمین بہادر بہت گھبرائے کہ ساری جنٹلمینی خاک مین ملی جاتی ہے دنیا کے کتے (یعنی ہم مین سے) کہین گے کہ کتے سے یہ کیسی محبت تھی جو مر جانے کے بعد اوسکو یونہی گھر مین سے پھنکوا دیا۔ لیکن کرتے کیا بغیر میونسپلٹی کی اجازت کے انکا منشا نہین پورا ہو سکتا تھا۔ آخر انہون نے اس فریب کے ساتھ اجازت لی کہ میری والدہ صاحبہ مر گئی مین ارتھی کے ساتھ باجہ کی اجازت چاہتا ہون۔ یہ درخواست منظور ہو گئی۔ بعد مین بھید کھل گیا اور جنٹلمین صاحب پر مقدمہ دائر کر دیا گیا لیکن نتیجہ

ولایت مین بھی ڈھونگ

ہم تو ہندوستان کے ہی ان دغابازون پیرون اور جوگیون کی جان کو روتے تھے جو اس مٹی کی آڑ مین دنیا بھر کے لگکم کر ڈالتے ہین۔ مگر اب معلوم ہوا کہ خاص لنڈن مین بھی ایسے روگ پائے جاتے ہین کہ جو مذہبی بزرگ بنکر لوگون کو اپنے دام مین پھانستے ہین۔ اور خوب مزے اوڑاتے ہین۔ چنانچہ ایک مرد اور ایک عورت کو حال مین ایسی کارروائیون کے صلے مین قید سخت کی سزا دیگئی۔ مرد کا نام تھیوڈور کا ہے جو خاص لائق ہے۔ اسنے ایک تحریر عورت کو گانٹھ لیا۔ اور اوسکو اپنی بیوی مشہور کر دیا۔ ان دونون نے مذہب کی ایک نئی شاخ نکالی۔ اور عمدہ عمدہ اصول کا عیسائیت مین سے انتخاب کر کر لوگون کو اپنے دام مین پھانسنا شروع کیا۔ زیادہ تر عورتون ہی کو فریب مین پھانسنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس عورت کے ذریعے سے کئی نوجوان لیڈیان پھنس گئین۔ صاحب بہادر خوب مزے اوڑاتے ہے۔ ایک مس صاحبہ بڑی چلتی ہوئی تھین۔ اونپر جو صاحب نے دست شفقت پھیرنا چاہا۔ تو اونہون بڑی صفائی کیساتھ ٹالم ٹول بتادی۔ اور اسکے پنجے سے نکلکر پولیس مین اطلاع کر دی۔ صاحب بہادر فوراً گرفتار کر لئے گئے۔ باضابطہ مقدمہ چلنا شروع ہو گیا تقریباً ڈیڑھ سال تک مقدمہ چلتا رہا۔ گذشتہ مہینے مین اسکا فیصلہ ہوا۔ صاحب بہادر کو ۱۵ سال قید سخت اور میم صاحبہ کو ۵ سال قید سخت کی سزا دیگئی۔

کاش ہندوستانی بھی ایسے بدمعاش لوگون پر جو بزرگانہ بھیس مین لوگون کو ٹھگتے پھرتے ہین مقدمہ چلا دیا کرین تو بہت اچھا ہو۔ گورنمنٹ بھی طرح انکو ٹھیک کر دیگی۔ بالخصوص اہل اسلام کو ضرور توجہ چاہئے کیونکہ زیادہ تر انہی مین ایسے مکار گیانی جاتے ہین

ہر طرح ہندیونکی شامت ہے

بد قسمت ہندیون کی یہی دہی حالت ہے کہ کہون تو مان ماری جائے نہ کہون تو باپ کتا کھائے۔ گورنمنٹ جو انپر آئے دن ٹیکس بڑہاتی چلی جاتی ہے۔ اور غریب ہندی بحکم حاکم مرگ مفاجات سمجھ کے جس طرح ہو سکتا ہے اوسکو برداشت کرتے چلے جاتے ہین۔ اس وجہ سے ہندوستان ابھی تک مالدار سمجھا جاتا ہے۔ وزیر ہند لارڈ جارج ہملٹن نے یونتو کئی بار ہندیون کی تسلی کے لئے ترحمانہ وعدے فرمائے۔ مگر افسوس کہ وہ محض دل بہلانے کیلئے تھے وزیر ہند کی نسبت تمام دیسی رعایا کا یہ خیال ہے کہ وہ ہمارے سرپرست ہین۔ وہ دربار مین ہماری سنی کہین گے۔ مگر واہ ری ہندیون کی قسمت یہ موم سمجھے تھے جسے ہم وہ پتھر نکلا۔ وزیر ہند بہادر تو خود چھری تیز کئے بیٹھے ہین۔ وہ ہندوستان کی حالت اب تک قابل رحم نہین سمجھتے۔ مسٹر کین نے جو پارلیمنٹ کے ایک جلسہ مین ہندوستانیونکی پتلی حالت پر صاحب وزیر ہند بہادر کو توجہ دلائی۔ کہ ایک نگاہ کرم ادھر بھی ہو۔ تو انہون نے صاف کہدیا کہ پہلے وہ کرم کے قابل تو ہو لین۔ وزیر ہند نے فرمایا کہ یہ خیال جو ہندوستان کی نسبت ظاہر کیا جاتا ہے کہ ۲۰ سال سے اسکی حالت ابتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ بالکل لغو ہے۔ ہندوستان کی حالت ہر طرح اچھی ہے کیونکہ ہندوستانی بالکل فارغ البال ہین۔ اگر اونکی حالت شکستہ ہوتی تو وہ متواتر خشک سالی کے نقصان کو کیسے خوشی کیساتھ جھیل سکتے تھے۔ علاوہ ازین انپر جو طرح طرح کے ٹیکس لگائے گئے وہ سب انہون نے خوشی سے منظور کر لئے۔ ہر سال انکو بے چون و چرا ادا کرتے رہتے ہین ہمارا خزانہ جیسا کہ پہلے پر رہتا تھا ویسا ہی اب بھی بھرپور رہتا ہے

وزیر ہند اور لائبل

اب تو لائبل کی کچہ ایسی ہتی ہوا پھیل گئی ہے کہ جس طرف دیکھو یہی مشغلے ہو رہے ہین۔ دیسی اخبار جی تو ہمیشہ اس لائبل مین زیادہ تر اسوجہ سے پھنسا کرتے ہین کہ گورنمنٹ نہایت اختیار انہ طور پر درگاہ کر دیا۔ عام ہتے ہین اب یہ سمجہ لیا کہ جو ذرا بھی اگر دعوی کر دیا جائے تو فوجون سزا مل جائیگی۔ کیونکہ اب انکی وقعت ہی کیا رہ گئی ہے۔ غیر دیسی اخبار تو اپنی بدقسمتی سے اس لائبل مین پھنستے ہی رہتے ہین۔ لیکن اب یہ ہوا ولایت مین بھی پھیل چلی۔ گذشتہ سال مین وہان کے دو اخبار اس لائبل مین پھنس چکے ہین۔ حال مین وزیر ہند بہادر کو بھی ایک صاحب بہادر نے لائبل مین پھانس لیا۔ یہ انگریزی حکومت کی آزادی اور عدل گستری ہے۔ وزیر ہند کو دیکھئے اور لائبل کیس کو دیکھئے۔ اس مقدمہ کی بنیاد یہ ہے کہ تقریبا ۱۲ سال ہوئے مسٹر آرتھر کرافرڈ صاحب بہادر بمبئی مین کمشنر تھے جن کا نام سر بڑی مارکیٹ مشہور ہے۔ یہ صاحب کچہ سرکاری دبیبہ تعمیرات کی مد مین ہڑپ کر گئے۔ اسکا خمیازہ ان کو صرف اتنا ہی بھگتنا پڑا کہ اپنی جگہ سے علیحدہ کر دئے گئے۔ انکے مقدمہ کی نسبت مسٹر ولیم ڈگبی ایک مشہور خیر خواہ ہند نے کتاب لکھی۔ یا یون سمجہ کہ پمفلٹ شایع کرایا۔ وہ بڑی گرماگرمی کے ساتھ تقسیم ہو گیا یا فروخت ہو گیا۔ مارکیٹ صاحب نے بھی غالبا اسکو دیکھا ہوگا مگر اسوقت تو وہ پی گئے۔ لیکن اب انکو جوش آیا ہے۔ اور اس کتاب کا اب سہا لئے سکرٹیٹ کے کہین پتہ نہین۔ مسٹر کرافرڈ نے ۱۲ سال بعد یہ دعوی کیا کہ اس کتاب سے میری سخت ہتک ہوئی مصنف اور وزیر ہند دونو کو پھانس لیا ہے۔ چنانچہ دونون کے نام سمن جاری ہو گئی ہین۔

عرب بھی سخت وحشی ہین

لندن کے ایک اخبار کا نامہ نگار جرمن سے لکہتا ہے۔ کہ یہان ایک خبر برٹش ناکامی کی نسبت بڑی گرماگرمی سے پھیل رہی ہے۔ اور یہ بہی نہین۔ کہ محض چنڈو خانہ کی گپ ہو۔ نیم سرکاری طور پر اخبار مین شایع کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ خلیج عمان کے قرب مین چند قصبے ایسے ہین کہ اونکے باشندے اپنی متفقہ قوت اور شجاعت کے گھمنڈ پر سلطان خلیج عمان کی حکومت کا سکہ نہین جمنے دیتے۔ اون گاؤن مین دو گاؤن غازیہ اور سوھر نامی ذرا پر خضا مین آبادی بہی معقول ہے۔ سفیر کا تو کام یہی ہے۔ جہان رہے دائین بائین تاکتا رہے اگر بالشت بہر زمین بھی مل جائے تو اوسمین اپنی حکومت کی میخ ٹھونک دی۔ برٹش سفیر نے جو دیکھا کہ وہ قصبے یون ہی پڑے ہین تو سلطان خلیج عمان سے اجازت لے لی کہ وہ تمہارے قابو مین نہین آتے تو ہمکو ہی دو ہم برٹش حکومت کا سکہ بٹھا دین۔ سلطان عمان نے سوچا کہ مفت کرم داشتن کا مضمون ہے۔ ہمیشہ کی جھک جھک سے تو نجات ملجائیگی اسلئے انہی نے بخوشی اجازت دیدی۔ برٹش قونصل صاحب کچہ فوج ہمراہ لیکر وہان اپنا جھنڈا گاڑنے کو جا دھمکے۔ عرب ایسی پوٹ کب ہین کہ اپنے آپکو کیسے جنگل مین بے ہاتہ پاؤن ہلائے پھنسا دین۔ انہون نے وہ خبر لی کہ برٹش قونصل کے ہوش پریشان ہو گئے۔ فوج کی نسبت تو کچہ خبر نہین دیگئی کہ کتنی لی تھی اور پہر وہ کہان گئی لیکن برٹش قونصل کی نسبت یہ لکھا ہے۔ کہ برٹش سفیر کی خدا خدا کرکے جان بچی۔ وہ سر دو پوش ہو کر بھاگا اور ایسا بگٹٹ دوڑا کہ برٹش جنگی جہاز مین ہی پہنچکے دم لیا۔ جو وہان سے تقریبا ۳ میل کے فاصلے پر تھا۔

کون سنتا ہی فغان درویش

کانگریس والے قومی حقوق کو ایک عرصہ سے پیٹ رہے ہین مگر سوائی لکے اور کوئی نتیجہ نہین دکہائی دیا کہ ہر سال وہ مختلف شہرون مین اپنا ڈیرہ خیمہ گاڑکے قومی راگ اور وہی سوہنی کے سرون مین الاپ لیا کرین۔ وہ ہائے والے تو بہتیری کرتے ہین اور گورنمنٹ کے کان تک اپنی فریاد پہنچا دینے مین کوئی کسر نہین اوٹھا رکہتے۔ مگر کوئی صورت کامیابی کی نظر نہین آتی۔ آئے تو کیونکر وہ چاہتے ہین کہ ترقی کی بڑ دیسی لوگون کے ہاتہ مین آ جائے چنانچہ اونکا منشا یہ ہے کہ ہندوستان مین جس قدر اعلی عہدے ہین انمین سے از روئے انصاف آدھے دیسیون کو ملین اور آدھے انگریزون کو۔ اگر اتنی عنایت منظور نہو تو کم از کم تہائی حق ہی دیا جائے۔ کانگریس کے لائق ممبرون نے اگلے سالانہ جلسہ مین اعلی عہدون کی فہرست پیش کی ہے جسکے معائنہ سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ دیسی لوگ کس قدر اعلی عہدون پر ممتاز ہین اور یورپین بہادر کسقدر ہندی حقوق سے فائدہ اوٹھا رہے ہین۔

صرف صوبۂ بنگالہ کی اسامیان

نام سررشتہ	کل اعلی اسامیان	یورپین	دیسی	
سررشتہ جنگلات	۴۴	۴۲	۲	
سررشتہ چنگی	۳۳	۳۱	۱	ایک خالی ہی
محکمہ پلیگ	۵۷	۵۷	ندارد	
سررشتہ پیمایش	۱۳	۱۳	ندارد	
سررشتہ جیل	۱۸	۱۸	ندارد	
محکمہ پولیس	۱۱۲	۱۰۳	۶	تین اسامیان خالی
محکمہ ٹیلیگراف	۷۹	۷۵	۴	
سررشتہ افیون	۳۰۰	۲۸۸	۱۲	

اب یورپ کی بر[illegible] رجا[illegible] سا[illegible]

ایفائے وعدہ اسکو کہتے ہین

مہذب قوم کی تعریف مین تو لوگون نے ہزارون ورق کالے کر ڈالے۔ یہ مہذب قومین ایسی وعدہ کی سچی اور زبان کی پوری ہین کہ وعدہ کے ایفا مین کیسا ہی اونکا نقصان ہو لیکن وہ اپنی بات مین فرق نہین آنے دیتین۔ یہ تو کہنے کی باتین ہین۔ صاحب بہادر پلٹی کھا جانے کی پہلے ہی گنجائش رکھ لیتے ہین۔ اون کے ہر وعدہ مین پولیٹکل ایچ پیچ ہوتا ہے۔ اگر کسی غیر قوم سے معاہدہ ہو تو چاہے جس بل پر پلٹ جائین۔ دنیا کی کل مہذب قومون کا بالعموم یہی حال ہے۔ اور تماشہ یہ ہے کہ وہ جاہل قومون پر ہمیشہ بداخلاقی کے الزام دھرتی رہتی ہین۔ اور لوگ انکی باتون کو یقین بھی کر لیتے ہین۔ اور اصل یہ ہے کہ یقین کرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ جاہل جاہل ہی ہین۔ جہل انسان سے دیدہ چوپٹ کر دیتا ہے۔ اسکی وجہ سے انسان مین حیا و شرم کا مادہ ہی نہین پیدا ہو سکتا۔ اور جب انسان مین یہ مادہ نہین ہوتا تو ایفائے وعدہ کی اوسکو کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ لیکن حال مین ایک وحشی قوم کی ایمانداری اور راستبازی کے ایسے حالات سننے مین آئے ہین کہ اونکو سنکر ہر انسان دنگ رہ جائے۔ یہ انڈین ایک قصبہ امریکن علاقہ مین ہے لیکن برائے نام تہذیب ہے۔ اسکے قوانین کا اثر وہان کچھ بھی نہین۔ وہان کے باشندے وحشی ہی نہین بلکہ مجسم وحشت ہین۔ لیکن ایسے سیدھے سادھے اور نیک نفس ہین کہ انہین قانون کی ضرورت ہی نہین۔ قوم کے اتفاق سے ہمیشہ ایک شخص آنریری حاکم رہتا ہے۔ وہ لوگ نہ چوری کرنا جانتے ہین۔ نہ اونمین زنا کی عادت ہندوستانیون کی طرح معمولی ہوتی ہے اور کسی قسم کی جعلسازی اور مکاری کا مادہ جسکے نزدیک ہو بھی کبھی ضرورت ہے نہ

جیلخانہ کی حاجت

اوس قوم مین قدرتی متانت ہے۔ لیکن اس قول کے مطابق کہ پانچ انگشت یکسان نبود۔ بعض شخصون مین حد سے زیادہ غصہ ضرور ہے جسکی وجہ سے کبھی کبھی چشم چوٹ ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ یہی نہین کہ چاکرون (بدمعاشون) کی طرح نہین کہ دو لکڑیان لگائین اور بھاگ گئے۔ یا کسی بیچارے راہگیر کے پیچھے سے دو دو تین رسید کر دیئے۔ اور رفوچکر ہو گئے۔ اونمین اگر لڑائی ہے تو ایسی ہوتی ہے کہ پاس پاس ہاتھ پائی۔ اور پھر طرفہ یہ کہ جب کوئی کسیکا خون کر دیتا ہے تو وہ خود حاکم کے پاس حاضر ہو جاتا ہے۔ اور سارا قصہ کہہ دیتا ہے کہ اس وجہ سے جنگ ہوئی تھی۔ حاکم اگر مقتول کو خطاکار سمجھتا ہے تو اوسے چھوڑ دیتا ہے اور اگر قاتل کو مجرم سمجھتا ہے تو اسکو موت کا حکم سنا دیتا ہے اور تین مہینے کی اوسکو مہلت دیدیتا ہو کہ خوب مزے اوڑا لے۔ اچھی طرح کھا پی لے۔ اور اس سے کسی تاریخ اور خاص وقت پر مقتل مین حاضر ہو جانیکا وعدہ لے لیتا ہے۔ اور جلاد کو بھی مطلع کر دیتا ہے کہ اوس وقت وہان حاضر ہو جائے۔ اور اوس مجرم کی گردن اوڑا دے۔ قاتل کو اگر کوئی خاص ضرورت ہوتی ہے تو زیادہ مہلت بھی مل جاتی ہے لیکن ایک سال سے زیادہ مہلت نہین دیجاتی۔ غرض یہ کہ صرف وعدہ پر اسکو رہا کر دیا جاتا ہے۔ اوس قوم کو اپنے وعدہ کا اسقدر پاس ہوتا ہے کہ معینہ وقت پر مجرم مقتل مین ضرور حاضر ہو جاتا ہے۔ اور جو مجرم حاضر نہ ہو اوسکی نسبت یہ کارروائی کیجاتی ہے کہ عام طور پر اوس کے والدین کی اس ذریعہ سے ہتک کیجاتی ہے کہ فلان شخص کا لڑکا ایسا نالائق نکلا کہ خوف جان کے سے اپنا وعدہ پورا نہین کیا۔ اس قوم کا ہر شخص اپنے زبان کی سچائی و عزت کو بزرگی سمجھتا اونکی بدنامی اور ذلت کبھی

گوارا نہین کر سکتا

جب سے کہ اس قاعدہ کا رواج ہوا ہے۔ آجتک صرف ایک شخص نے وعدہ خلافی کی یہ تحقیق نہین ہوا کہ اوسنے عمدًا کی یا کسی دوسرے ملک مین جا کے سزا کے وقت سے پیشتر ہی مر گیا۔ کیونکہ بعض بعض کو اتنی مہلت ہی دیجاتی ہے کہ وہ غیر مقامات کی اچھی طرح سیر کر لین۔ اوس قوم مین اب تعلیم کا بھی چرچا ہو گیا ہے۔ اور تعلیمیافتہ بھی اسی راستبازی اور ایمانداری پر قائم رہتا ہے۔ چنانچہ ۱۰ سال کا عرصہ ہوا کہ ایک تعلیمیافتہ کو سزائے موت دیگئی۔ اوسنے ایکسال کی مہلت مانگی کیونکہ وہ بڑا معزز تھا اور اعلیٰ درجہ کا تعلیمیافتہ تھا اوسکو سیاحت کا شوق ہو گیا۔ وہ شکاگو مین وارد ہوا۔ چونکہ وہ نہایت ہی خوبصورت جوان اور خوش اخلاق تھا اسلیئے وہان کے باشندے بہت جلد اوس سے مانوس ہو گئے اور اوسکی بیحد عزت کرنے لگے۔ وہان کے ایجنٹ کو مردم شماری کے کام مین مدد دینے کیلیئے ایک ہوشیار شخص کی ضرورت تھی اوسنے اس شخص کو توجہ دلائی اوسنے اس شرط پر ملازمت کا اقرار کر لیا کہ جب میرا جی چاہے فوراً چھوڑ کے چل دونگا استعفا داخل نہین کرونگا۔ ایجنٹ نے یہ شرط تسلیم کر لی وہ شخص نہایت جانفشانی سے کام کرنے لگا۔ اتفاق سے کسی دولتمند اور نہایت خوبصورت لیڈی سے اوسکی آنکھ لڑ گئی۔ ان دونون کے نکاح کی ٹھہر گئی۔ ناچ کرایا گیا۔ وہ پروانہ ہونے پایا تھا کہ یہ شخص اپنی نئی نویلی دولھن کا ہاتھ پکڑے ہوئے جلسہ مین آیا اور کہا۔ پیاری خاموش میری ایک بات سن لو۔ بیوقوف سناتا چلا گیا اسنے کہا کہ شراب کے نشہ مین مین نے ایک شخص کو مار ڈالا تھا سزائے موت کیلئے مجھے ایکسال کی مہلت دی گئی تھی اسکے تمام ہونے مین تین روز رہگئے ہین اسلئے اسیوقت رخصت ہوتا ہون۔ دولھن نے بہت کچھ سمجھایا مگر وہ اپنی نئی بیوی کو زبردستی ہاتھ چھڑا کے چلتا

فتح تو ہوئی ہوائی ہو

ہماری بہادر فوج نے زور لگا لگا کے نامعقول ڈچون کو جب ادھ موا کر دیا۔ تو اب ہر ایک خیر خواہی و شجاعت کا جوش دکھا رہا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ دنیا میں ہم ہی ہیں جو کچھ ہیں۔ گورنمنٹ کی بہادر فوج کی تو اب کوئی حقیقت ہی نہیں رہی نیوزیلینڈ بہت لاف و گزاف کی اڑا رہا تھا۔ اور اپنی فوج کی تعریف میں جامہ سے باہر ہوا جاتا تھا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کی ہوا خواہی کی بھی بہت ہوا باندھ رہا تھا جب ہماری گورنمنٹ خودستائی کے کلمے سنتے سنتے عاجز آ گئی تو اسنے اسکو بھی رد کے تکر رکھ لیا۔ گذشتہ ماہ میں مسٹر چیمبرلین کی جو وزیر جرمن نے آڑے ہاتھوں خبر لی تھی کہ بڑے درپردہ وہ ہیں اور کوتاہ فہم ہیں۔ اور نئی ہمدردی میں نیوزیلینڈ کی پارلیمنٹ نے ایک غمخوارانہ مجلس کی۔ اور جرمن والوں کو خوب برا بھلا کہا۔ پھر یہ کہا کہ یہ گورنمنٹ انگلستان ہی ہے جو ایسے شدید ذلت ناک موقعہ پر بھی گھتی سالم ہو رہے ہیں ہے۔ اگر نیوزیلینڈ کے کسی ممبر پارلیمنٹ کی ایسی ہتک کیجاتی تو نیوزیلینڈ جرمن کو مزا چکھا دیتا کہ کسی بہادر فوج کی ہتک ایسی ہوتی ہے۔ گویا اس جوش کے معنے تھے کہ گورنمنٹ انگلستان بالکل پست ہمت ہو۔ اور انگریزی فوج بالکل ہیچ ہے۔ نہ اسمین حوصلہ نہ اسمین جوش گورنمنٹ اس درپردہ ہجو کو تاڑ گئی۔ لہذا نیوزیلینڈ کی خیر خواہی اور جوش شجاعت کی امتحان کے لیے یہ اعلان دیدیا کہ نوآبادی حکومتوں سے اگر کوئی حکومت بطور کمک اپنی فوج پیش کرنی چاہیگی تو اسکی خاطر سے ہم صرف ایکہزار سپاہیوں کی جان نثاری قبول کر لینگے۔ آسٹریلیا تو بہ منت کرم دشمن کے منہ کو بھیکا تو نہیں تیل ڈال کے اپنا بیٹھ رہا

گویا سُنا ہی نہین

کیونکہ پہلے ہی گورنمنٹ نے اشارہ کنایۃً امداد کی تحریک کی تھی۔ اور یہ چاہا تھا کہ اپنی بات بھی رہ جائے۔ یعنی سلطنت کے دامن شوکت پر امداد طلبی کی نجاست کا دھبہ نہ لگے۔ اور آسٹریلیا یونہی جوش میں آکے پہلے جوش کیموافق اپنی فوجیں پیش کر دے۔ آسٹریلیا کے جوش ہمدردی پر خدا جانے نامعقول ڈچون کی کس گستاخانہ حرکت نے پانی پھیر دیا۔ کہ وہ مشتے پر سے بیاں اکھڑ گیا اور کہہ دیا رموز عاشقان عاشق بداند۔ ہم ایسے اشارہ کنایہ کو نہین سمجھ سکتے منہ پھوڑ کر اور مخصوص ہماریطرف اشارہ کرکے کوئی مدد مانگیگا۔ تو ہم اپنی فوج بھیجین گے۔ ہماری فوج کچھ فالتو نہین کہ مُرغی اپنی جان سے گئی کھانے والے کو سواد نہ آیا والی مثل کے مصداق بنے۔ ہماری گورنمنٹ کو کیا پرواہ پڑی تھی جو بہر خاص طور پر امداد طلب کرتی۔ مگر ہاں اب جو اس نے نیوزیلینڈ کی ہمدردی کا زور دیکھا تو اس سنگ اثبات ہمدردی کا موقعہ دینے کے لیے پھر ایک اعلان شائع کر دیا۔ مگر وہی مجمل فقرون اور مہمل مفہوم کے پیرایہ مین۔ بقول شخصے عاقلان را اشارہ کافیست۔ ایسے ہی اسنے خیال کر لیا۔ کہ ہمدردان را کنایہ کافیست۔ نیوزیلینڈ کو اگر اپنی شجاعت و رفاقت کا ثبوت دینا ہوگا تو فوراً فوج بھیجنے پر آمادہ ہو جائیگا۔ چنانچہ اس عزت بخشی کی درخواست پر نیوزیلینڈ کو فوراً جوش آگیا۔ اور اسنے ایک رسالہ فوج کا مدد کے لیے بھیج ہی دیا۔ فوج کی روانگی کے وقت بہت زور شور کیساتھ اپنے حوصلہ کا اظہار کیا۔ اور فوج کو یہ کہا کہ بس اب تمہارے ہی سر فتح کا سہرا ہے کیا خوب گویا برٹش فوج تو نکمی ہی ہے

ڈچ نے خود ذلیل کرنا ہے

ڈچون کی اس وقت وہی مثل ہو رہی ہے۔ من چلے ہے منڈیا ہائے خود تو صلح کے لیے مرے جاتے ہین لیکن آن بان پر مرے جاتے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ ہالینڈ نے ڈچ پر رحم کھا کر اپنیطرف سے صلح کی درخواست پیش کی۔ اور گورنمنٹ انگلستان کو ڈچون کی حال زار پر متوجہ کرنا چاہا۔ لیکن اس درخواست کو بھی ڈچون نے اپنی اکڑفون سے خاک مین ملا دیا۔ عام طور پر اعلان کر دیا کہ گورنمنٹ ہالینڈ نے جو صلح کی درخواست ہماریطرف سے پیش کی ہے اسکی ذمہ دار وہی ہے۔ ہمکو اس سے کوئی مطلب نہین۔ گورنمنٹ نے جب یہ سُنا تو جھلا اوٹھی اور کہدیا کہ ہالینڈ کی درخواست صلح کو ہم کسیطرح منظور نہین کر سکتے۔ کیونکہ جنگ ڈچون سے ہے۔ اس درخواست پر کسی ڈچ افسر کے دستخط نہین ہیں ہم کیسے سمجھ لین کہ ڈچ انگریزی شجاعت کا لوہا مان گئے۔ اور اب ہمیشہ وہ ناک نیچی رکھین گے۔ ہان اگر ڈچون کے سپہ سالار خود لارڈ کچنر کے سامنے ناک رگڑین تو پھر ہم انکی درخواست پر غور کر سکتے ہین۔ گورنمنٹ ہالینڈ نے پھر یہ ارادہ کر لیا ہے کہ پہلی درخواست مین کچھ ترمیم کر کے گورنمنٹ برطانیہ کو پھر صلح کیطرف مائل کرے لیکن یہ امید نہین کہ گورنمنٹ مان جائے۔ کیونکہ اگر اس وقت گورنمنٹ مان گئی۔ اور ڈچون کو انکی پر چھوڑ دیا۔ تو یہ کھٹکا ضرور لگا رہیگا کہ ایسا نہ ہو جشن تاجپوشی کے موقعہ پر وہ گڑبڑ کر ڈالین۔ وہ اسوقت تک مین کو تیار ہو جائینگے۔ اور کہہ دینگے کہ صلح کی درخواست جسکی ہم ہی تھی۔ ہم میٹھے بیٹھے تھے۔ پھر گورنمنٹ نے ہمکو چھیڑا کیوں۔ کیوں انتظام کر

[illegible] آمدنی
اُدھر سال آمدہ گذشتہ شد

دل کی کلی بہار میں، مسالی ہی کھلی
فصل بہار آئی ہی ہنسی نظر آئی

وہ آئی، نہ رہا، سنہ ۱۹۰۰ سال آئی گذر گیا اور اب نوشتہ کے دیکھنے ہیں - دیکھو ہمارے ہاتھ کے ... ہماری ... کو ... دوست کہ اور ... ایک ... ہاتھ کی ... اور دامن ... اگر ... ایک ساعت کو بھی ... آدمی کا ... کبھی کی صاحب سلامت ... کرسی ... خدا کی پناہ - اس سنہ ۱۹۰۰ ... اب ... ایک ... آسمان ... یون ہی ... غرض ... جو ہمیشہ ہوتا آیا ہے وہی ہوا ہے - کہ سنہ ۱۹۰۱ ... اسکو ساتھ ہی ... یاران وطن ... ہمارے دلکو مسرت ہوتی ... سنہ ۱۹۰۱ کو ... حکومت میں ... اپنا نیا سال ...

اے سنہ ۱۹۰۱ جیسا کہ سلوک تو نے لوگون کے ساتھ کیا ہے اوس سے تو ان کے دل ہی خوب واقف ہیں - اور جو تو نے ہمارے ساتھ کیا - واقعی تجھے ایسا چاہئے تو وہ تہا کیون ہمکو وہ وقت بھی یاد ہے جب تو نیا نیا آیا تہا تو ہماری آرزوئین ارمان اور حسرتین تیری صورت کو دیکھکر سب زندہ ہوگئی تہین - اور تو نے امید کا سبز باغ بھی دکھا رہا تہا جسکی وجہ سے ہمکو کامل امید ہوگئی تھی کہ اب تو ضرور ارمان سرسبز ہونگے یہی سمجھکر ہم خیال کرنے لگے تہے کہ اب تو خوب ... یا ... سے ملاقات ہوگی بڑے بڑے مہ وش ... سے ... آباد ہوگا اور ... ساغر ... ہونگے - اور ... معشوق کا ... سینہ اور گلابی گلابی رخسارہ ہے - مگر اے سنہ ۱۹۰۰ تو نے ایک بھی ہماری آرزو پوری نہ کی - بلکہ بجائے ... امیدون کی ... چھری تو نے ان کے گلے پر پھیر دی - اور ہمارا ... دل یون ہی کانٹون ہی ... اور ہم بھی تیری جانب ایک حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہی رہ گئے - افسوس ... حسرتون کا خون کرتے ہوئے چلا ... مگر خراب بھی ... سپید ہو کر جاتے ... گذشتہ ... اب تو ہمارے سامنے سنہ ۱۹۰۱ ایک نیا دوست ... ہماری صورت دیکھکر ... آنکھ اٹھاتا ہے - اس نئے رفیق کی وجہ سے دل خوش ہوا جاتا ہے - ... پھر کہین ... شخص ہے جسکی ... ہماری ہزارون امیدین وابستہ ہین

دیکھو کہ ... ہاتھ ... ہین -

اے سنہ ۱۹۰۱ ہم تیری آمد کا پرشوق ... محبت کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں - اور تیرے واسطے جناب باری میں یہ دعا مانگتے ہیں -

اے رب ہمارے ... تو نے نیا ... جیسا ہے ... اہل ملک اور خصوصاً مسلمانون کے واسطے مبارک ہو - اے رب ہمارے - کہ ہماری آرزوئین پوری ... اور ہم خوش و خرم - اے رب ہمارے رکھ خوش ہمارے پیارے دوست ... کو اور عطا کر نصرت اوپر دشمنون کے -

آمین ثم آمین

الراقم

یار زندہ صحبت باقی

دہقان

بہ سلسلہ شروع نگار ... از ... [illegible]

تعلیم مدارس بمبئی

جب ہم ... دیکھتے ہین تو قوم ... اور ... اسلام ترقی تہذیب ... علوم کی طرف ... نظر آئین گے - ہم کسی طرح امید نہین کر سکتے کہ ہمارے ... بچے حضیض جہالت ... سے نکلکر اوج تہذیب ... پر خوش و خرم نظر آئین - ... قدیم زمانہ موجودہ کے موازنہ سے اسکا ضرور پتہ چلتا ہے کہ قلت مدارس و عدم تعلیم کی جو شکایت ... کرتی تہی - وہ جناب انسپکٹر اردو مدارس بمبئی حضرت مولوی ... الدین صاحب و دیگر بزرگان قوم کی قابل قدر کوششون سے رفع ہوگئی - لیکن جب ... بمبئی کی طرف ہم سرسری نظر ڈالتے ہین تو بے تکلف ہماری زبان سے نکل جاتا ہے - الآن کما کان -

وہی جہالت وہی ... پنا - ... جذبہ تہذیب و محبت و اخلاص غرض کوئی ایسی چیز نہین جو ترقی و بہبودی کی ... ہو - ہمین ... حیرت ہے کہ آخر کثرت مدارس کے ہوتے ہوئے نتیجہ خاطر خواہ کیون نہین نظر آتا - تھوڑی دیر کی فکر و تامل کے بعد ہمین نہایت افسوس کے ساتھ بعض مدرسین کی شکایت کرنی پڑتی ہے - اور غالباً ہر شخص کو بہ غرض ... کے یہی شکایت ہوگی کہ ... عدم توجہی سے تعلیم مین

منصور رہجاتا ہے۔

ہان ہم اِس وقت اُن چند لائق فہمیدہ ذی لیاقت حضرات کو کبھی نہین بھولین گے جنھون نے اِس محکمہ مین اپنی بے انتہا کوششون سے نمایان نتیجے پیدا کیے اور جنکی اعلے لیاقت پر جناب انسپکٹر صاحب کو فخر کرنا چاہیے۔ کاش ایسے ہی بزرگ حضرات کل مدارس بمبئی کے اعلے درس کی کرسی پر رونق افروز نظر آتے تو ہم نہایت وثوق کے ساتھ دعوی کر سکتے تھے کہ اہالیان بمبئی چند ہی روز مین شائستگی کے رنگ مین رنگے ہوے ساحل ترقی پر کھڑے دکھائی دین گے۔

ہمارے نزدیک صبح کا بھولا ہوا شام کو آجائے تو بھولا نہین کہلاتا۔ ابھی کچھ نہین گیا۔ تلافی مافات ہو سکتی ہے۔ مدارس ہاشمیہ۔ یہان کی جس تعلیم پر ہمین ہر طرح کا اطمینان ہے۔ مگر ساتھ ہی عموماً بمبئی کے کل مدارس مین صنعت و حرفت کے نہ سکھلانے کا بھی سخت افسوس ہے کاش صنعت و حرفت کے لیے بھی ایک آدھ گھنٹہ تعلیم گجراتی کی طرح معین کر دیا جاتا۔ تو ہمارے چھوٹے چھوٹے بچون سے (آجکل کے خواندہ ذی لیاقت حضرات کی طرح) ادہر اُودہر مارے مارے پھرنے کا اندیشہ اٹھ جاتا۔ ہم نہایت ادب سے جناب مولوی معین الدین صاحب انسپکٹر اردو مدارس مع پرنسپل و جناب مولانا مولوی محمد صدیق صاحب و عالی جناب ... حاجی عبدالکریم صاحب رئیس اعلے القاب سیٹھ حاجی محمد ... مرحوم ... و جناب سیٹھ عبدالستار صاحب وغیرہم سے عرض کرتے ہین کہ حضرات جیسے آپ لوگون نے قوم کی خدمت کے لیے بعد اشاعت علوم جیسے اہم اور مشکل کام پر کمر باندہی ہے ویسی ہی اگر آپ حضرات طلبہ کی آیندہ زندگی پر نظر کر کے اپنے اپنے مدرسون مین تعلیم صنعت و حرفت کو اگر رواج دین گے تو آپ کی عنایات اور نوازشات سے کچھ بعید نہوگا۔

ہم امید کرتے ہین کہ ہماری اِس عرض کو حضرات موصوف الصدر توجہ کی نظر سے ملاحظہ فرماینگے اور ہمین انشاءاللہ ہماری عرض کی قبولیت کے شکریہ ادا کرنے کا موقع دین گے۔

راقم

خادم الطلبہ ابو المجد محمد یوسف عفی عنہ

سیر و گشت

سفر کردم کہ شاید خاطرم از غم بیاساید
چو رفتم گر رسد کوہ غمم در راہ پیش آید

۲۲ ستمبر شام کا وقت۔ کلکتہ اسٹیشن کا وسیع پلیٹ فارم۔ مسافرون کا اژدحام۔ قلیون کا ہجوم۔ عمارات کی عالیشانی۔ گاڑیون کی کثرت۔ نظر خوش گذری دیکھتا بھالتا ایک عالیشان کوٹھی پر پہونچا۔ اور ایک منزلہ کمرے کو (جس مین پچاس لیمپ سے زیادہ بجلی اور دس بارہ گیس کی روشنی کے اور دو کل سے چلنے والے بادکش آویزان تھے اور جو بجمیع الوجوہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ حسینان جہان کی طرح مرتب و آراستہ تھا) اینجانب علیہ الرحمہ کے قدوم میمنت لزوم سے شرف استقامت حاصل ہوا۔ اسوقت دماغ عرش بریں کیا صحن لامکان سے بھی دو چار ہاتھ بلند جا پہونچا تھا۔ وہان پہونچ کے دور کی سوجھی تو اسقدر گو جھگڑے گردی پر تیار ہوگیا۔ قریب تھا کہ چل کھڑا ہوں کہ ایک آفت جان مشہور زمانہ مع اپنے چیلے چاپڑون کے نازل ہوگئے اور انکے ستم غمزون اور ناز و نیاز مین اتنی مصروفیت اور دیر ہوئی کہ کہین آنے جانے کا وقت باقی نہ رہا۔ بقیہ شب اُن کی جان کو کوستے گذری۔

۲۳ ستمبر علے الصباح حوائج ضروری سے فارغ ہوکر بنوا (یعنی داڑہی گھٹا کے) چل نکلے۔ اپنے ہمراہی کے ساتھ ایک صاحب کے دو تین بچے جس کو اینجانب اپنا کفش خانہ سمجھے جاتے تھے۔ چونکہ ہمراہی سے اُن کی کور دب چکی تھی لہذا خیر مقدم کر ساتھ اُن کی مزاج و احوال پرسی کیگئی اور اینجانب نے مسخرے سے یہ بھی نہ پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا۔ اُن کے آگے خاصدان بجھایا۔ اُنھون نے بعذر روزہ داری جب جیب منہ پھیر لیا تو ایک نہایت لاپروائی کے ساتھ میرا بھی منہ چھوڑ دیا خندہ ایسا کیا گیا گذرا تھا جو باستت و سماجت و اصرار بلیغ اُن سے یہ محقرہ کو قبول کر لیتا خشونت آمیز تیورون سے بہت زور کے ساتھ انکار کر کے اُس کو سخت مایوس اور ذلیل کر دیا کیون۔ سچ کہیے کیسی شان کی لوح بالنرادی کہیانی کتیا کی طرح منہ پھیلا کے رہ گئی۔

ابھی تک اُن کی دختر بد اختر نے روے زیبا نہین دکھایا۔ اُٹ کی آڑ سے جھلک دکھا رہا ... خوشبو و آتش ... کر لی رہی جب انتظار کرتے اوگتا گئے اور ...

کا ارادہ کیا اُسوقت اپنی مادر گرامی کی سنوارت طلبیون سے بعد تہنیتِ درعونت تا بہون سکوڑے وہ فرعون کی بچی بغلی کمرہ سے برآمد ہوئی ہمارے ہمراہی اور اپنے واجب التعظیم کو تو کہڑے صاحب سلامت کی ہی اور کچہ یونہین سی مخاطب ہوئی لیکن

غرور حسن اجازت مگر نہ داد او را
چنانکہ بودم از اول گذشت ناشادم

بزدلی خفت اور سوختی جو اینجانب سے دشمنون کو نصیب ہوئی تو چند منٹ بعد اُلٹہ کہڑا ہوا - لگے ہاتھون انکا مختصر حلیہ اور چال چلن بہی لکہ ڈالون تو آگے بڑہون -

قطامہ کلان یعنی بڑی بی باِ صورت ظاہری کے اعتبار سے اپنی بیٹی کی بہی بوتی معلوم ہوتی ہے کہ کاٹھی تو اپنی قیامت کی پائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بوڑھی ہی پیدا ہوئی ہو گی - اور نیرنگی زمانہ سے عجب نہین اُلٹے درجے عمر کے طے کرنا شروع کردیے ورنہ اس سن وسال پر یہ رنگ مد وعش وجوبن کہان -

متوسط القامت - گ - از جسامت - گلابی رنگ - معدن صباحت - کان ملاحت کاکل پیچان یک دو وجب زیادہ از کمر پیشانی مہر عالمتاب کے ہمسر - ابروے خمدار مثل کمال کیانی - چشم آہوے بعینہ نرگس شہلا - رخسارۂ مصفا چون گلاب بصرہ لب یاقوت رمانی - در دندان گویا گوہر غلطان - زنخدان جیسے سیب ولایتی استغفر اللہ صرف چہرہ ہی لکہنے مین کئی سطرین خراب ہوگئین پورا سراپا تو کئی صفحہ تک پہونچے گا - اس لیے قطع نظر کرکے مختصراً صفات بہی بیان کیے دیتا ہون -

قدر دان فیض رسان - اونچی دکان پہیکا پکوان -

قطامہ چہوٹی بی - لبی تڑنگی مشٹنڈی گیسو جٹادہاری - پیشانی د[illegible]گشتی - دو دیدے بدنما جیسی سوئی - گال ڈبل روٹی - چہاتی چوڑی - پیٹ مشابہ تربوزۂ شاہجہانپوری - کہان تک لکہون بس آگے -

پایان نہین عمق کا سیاہی مین رات ہے
پردہ پڑا ہوا ہے کہ پانی سیاہ ہے

صفات حلبی مین صرف اسی قدر معلوم ہوسکی کہ دغاباز - دستباز - لونڈی باز ایک بریشہ نہین لاکہ سے انکار نہین -

وہان سے ہمراہی کے ایک اور آشنائے قدیم کے گہر پہونچے - اس کی چہوکریون مین سے ایک فتّالہ عالم ایسی نظر آئی کہ جس کی تعریف مین زبان ناطقہ لال ہے - اگر تکفیر کا خوف نہ ہوتا تو بے تامل کہتا کہ زمانہ خلقت آدم سے تا دم پیدایش فتّالہ عالم دست قدرت نے بجز اس صورت بنانے کے اور کوئی شاید کام ہی نہ کیا ہوگا - پس جب خاص اللہ نے بنایا ہو -

اور وہ بہی جی لگاکے تو اس کا فوٹو کہینچنا کہ اور حربا او نار طاقت بشری کے امکان مین نہین - اسی قدر کافی ہے -

کیا بولنا کیا ہنسنا کیا بیٹھنا کیا اوٹھنا
ہر آن مین کافر کے اک آن نکلتی تہی

غرضکہ با دل ناخواستہ یہان سے بہی اٹہہ یہ رات عجب بیچینی سے کٹی - سیطان نے خدا معلوم کتنی دفعہ پریشان کیا مگر مین صبح کو صرف ایک ہی مرتبہ نہایا -

۲۸ - دسمبر - کالی گہاٹ یعنی تفریح گاہ بنگالیان بڑی بڑی کشور اسی آنکہون اور آٹہہ دس لانبی زلفون والیون کا نورانی ساڑیان باندہے ہوئے نہادہو کر مختلف برزخون کا نمونہ دکہانا ایک ایسا منظر ہے جو کسی طرح ضبط تحریر مین نہین آسکتا - آپ جانیے - ننگی دیکہیہ جب مجہے قدسی صفات کی سینت ڈالواں ڈول ہوگئی تو فرشتے بیچارے کس شمار مین تہے اگر زہرہ شمائل کی چاہ مین غوطے کہانے تو کیا گناہ -

خلاصہ یہ کہ ۲۸ سے ۳۰ تک جو جو سمان ان آنکہون نے دیکہے خدا کسی دشمن کو بہی نہ دکہائے گہوڑ دوڑ ولایتی سرکس - کرزن تہیٹر عجائب خانہ دیکہکر تو طبیعت سیر ہوگئی مگر سوہن بیلا دیکہنے کا اشتیاق اگر وہ ہزار مرتبہ دیکہنے مین آئے تو بہی کم نہین ہوسکتا -

المختصر ۳۱ - کو اینجانب یہ عمک . ہ رسیدہ ہوگئے اس سفر مین تجربہ یہ حاصل ہوا کہ جب تک دو چار بکس کہچا کہچ نوٹون سے نہ بہرے ہون اُس وقت تک کلکتہ کا رخ کرنا حماقت ہی نہین بلکہ اس بہی زیادہ ہے -

نقصان سفر مین یہ ہوا کہ اس مرتبہ خدا خدا کرکے رقص وسرود سے توجہ حاصل کی تہی اسکی گیت ہوئی کہ کچہ توبہ تو ۲۶ کی رات والی تانا ری لیلی اور بہت سی زیادہ فتالہ عالم کے گہر جو کچہ بچی کہچی تہی وہ سوہن بیلے کے نذر ہوگئی ہم وہی سوچتے کے سوچتے رہ گئے -

اب تو یہ ہے ہم نام بھی نہ بکا نہ لین گے -

راقم

بگڑے لگے وہ ہلنے سے

بعلم

ناشاد مشتاق پوری

صبح وصل

نمبر ۱

شب وصل اور شب ہجر کا تذکرہ تو مدہوشان بادہ الفت کی زبانون پر رہتا ہے مہجوران فرقت نوشین اذکار مین تر زبان رہتے ہی ہین لیکن صبح وصل کا حال کمتر سنا اور دیکھا گیا جسکی وجہ بدستان کیف وصلت کی مدہوشی اور جادو طرازان ملک کی بے پروائی ہی ہوگی - حال آنکہ یہ صبح وصل بھی عجب مستانہ رنگین ڈوبی ہوئی ہوتی ہے وہ سرشاران شراب محبت دردمندان فرقت اور بلاکشان الفت کو بغیر بیخود کیے ہوئے نہین رہتی - ہم ان لوگون کو اپنے مضمون مین نہین مخاطب کرتے جو مئے وصل سے ہمیشہ سرشار و بیخود رہتے ہین جنہین وعدہ جانان سے دم بھر فرصت نہین ملتی اور جنکی حالتین زبان حال سے یہ شعر پڑھا کرتی ہین کہ

کیف مئے وصلت ہے کہ بیخود ہین سراپا -
کھوئے ہوئے ہین ہم جو نہین آپ مین ہین

البتہ وہ نوردان بادہ الفت کوچہ گردان - راہ محبت اور سرگشتگان جادہ فرقت جن کے پہلون مین دل دلون مین ارمان ارمانون مین یاس یاس مین ناکامی و نامرادی ہو - جو کسی مجبوری آہ سے صبر آئی سے ملکی بجھ کر ہون اور جنکو مدت وصل کے ساتھ ہی ہجر کی چاشنی کا مزا بھی چکھا ہو - اور رخسار جانان مین دن رات اس شعر کا وظیفہ کہتے ہون کہ

چکھا دو چاشنی شربت دیدار شہد کی سی
دم آخر تو کر لو خاطر بیمار تھوڑی سی

آئین اور سین کو ہم کیا کہتے ہین اور جو کچھ کہتے ہین کس طرح کہتے ہین -

ہان ہان بسملان شمشیر ابروان دلدار بھی آئین اور زخمیان تیر اے مژگان یار بھی - اور ہان نشہ الفت کے متوالے بھی آئین اور جفائی جان پر مر نیوالے بھی تاکہ کسی کو یہ عذر نہ باقی رہے کہ ناشاد کی صبح وصل جو ان کے خیالات پریشان کی طرح نثر مین لکھی گئی تھی ہماری نگاہ مین اور نکتہ سنج نگاہون مین نہین گذری -

بشنو از نے چون حکایت میکند
وز جدائی ہا شکایت میکند

صبح وصل بھی دنیا مین ایک ایسی صبح پیدا کیگئی ہے جس کا حال کچھ وہی لوگ بتا سکتے ہین جنہون نے اس عجیب صبح کو غور کی نگاہون سے دیکھا ہے - یہ صبح اسوقت سے شروع ہوتی ہے جو صبح کاذب کا وقت ہے یا یہ کہ صبح کاذب کے وقت سے صبح وصل کے حالات غور مین اور ہر بزم نشینان عالم بالا کی محفل درہم برہم ہوئی قندیل فلک کو جسے ساکنان عالم سفلی ماہتاب کہتے ہین کارکنان قضا و قدر نے گل کیا وہ رات بھر کے پیارے خوشنما اور رعنا تارے جنسے تمام رات بزم فلک کی زینت رہی تھی اپنی جگہ سے اٹھنے لگے اور صبح کاذب کا ظہور ہوا کہ صبح وصل اپنا سمان دکھانے لگی - گلے مین باہین ال کے باہم سونیوالون کو کسے کسکے نے بیدار کیا - خواب نوشین سے جاگنے والے -

دست در گردن معشوق ثنائی بخاشت کا مصداق

بخت سے کہ اٹھے اور خمار آلودہ آنکھون کو ملنے لگے دونون سرشاران محبت جو تمام رات ایک دل اور ایک خیال رہے ہین اسوقت دو مختلف خیالون مین پہنس گئے عاشق تو جدہر دیکھتا ہے آنکھ سے اوداسی چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے آسمان جاند تارے اور تمام فضا شوخی پر ایک سناٹے کا سمان ہے - ماہتاب جو بجنسہ حسینان عالم کے روشن چہرون کو مشابہ سمجھا جاتا ہے ماند پڑ گیا ہے - درخشان تارے جو ہجر کی اندہیری راتون مین اپنی جگمگاہٹ سے بزم فلک کی روشنی کا باعث ہوتے ہین دھلے ہوگئے ہین اور آسمان پر ایک عجیب حسرت انگیز سمان طاری ہے عالم سفلی کی بھی یہی کیفیت ہے اور بلا وہ ہم نشین بزم عاشقان جو شمع روشن کے نام سے مشہور ہے جسکی گرد ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی پروانون کا ہجوم تھا جو وفاداری میں الیسی ثابت قدم نکلے کہ مرنے کے بعد بھی اسکو نہ چھوڑا اور جسکی روشنی سے تمام کوئی شوخ حسین اپنے رخ روشن کو مقابل کرتا رہا تھا جس عاشق نے کہا تھا کہ رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہین ادہر جاتا ہے دیکھین یا ادہر پروانہ آتا ہے اسوقت کچھ ایسی پھیکی اور مدہم پڑ گئی جسکی مثال قندیل کے پھر سرنگی ہی سے دیجا سکتی ہے یا پھر گور غریبان کے شمع سے جسے تمام شب حسرت ہی حسرت جھلکی رہتی ہے وہ خوبصورت اور خوشنما تھے جنکی جگمگاہٹ شمع کی روشنی اور صبح دلبر تر سے دوبالا ہو رہی تھی کہ نگاہون مین خیرگی پیدا ہوتی تھی معمولی شیشے کے دکہائی دیتے ہین اور وہ سفید چاندنی جسے شب زندہ دار ماہتاب نے اپنے ہر سایہ سے تمام عالم پر اسطرح بچھایا تھا کہ اپنی نگہ سفیدون سے ناچ کے زمین پر جو والی رات بھر کے لیے اسی چاندنی پر بستر رہتا تھا خاک ہو رہی ہے

ان حسرتناک حالات پر عاشق غور کرتا اگر یہ خیال فوراً اسے اپنی جانب متوجہ نہ کر لیتا کہ

جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ آہ یہ جدائی کا خیال تھا کہ جس نے آکے تو یا ہی تو دیا۔ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا سر چکرانے لگا اور بے اختیار اوسکے دل سے جس میں حسرتوں ارمانوں اور تمناؤں کا ہجوم تھا دلدوز آہ نکل گئی اور آہ کے ساتھ ہی یہ الفاظ بھی کہ "ارے اتنی جلد صبح ہوگئی" ہائے شب وصل بھی کسقدر مختصر ہوتی ہے۔ کوئی حسرت نہ نکلی۔ کوئی تمنا نہ پوری ہوئی اور کیسے ہوتی۔

بھلا اک وصل کی شب میں کہیں ارمان نکلتے ہیں
ہزاروں روز محشر ہوں تو شاید آرزو نکلے

معشوق کے خیالات کو جانے کی جلدی ہی دیکھ لینے والوں کا کھٹکا اور روز روشن ہو جائیگا دغدغہ منتشر کیے ہوئے ہے اور وہ صبح کی بلند ہونے والی صداؤں کے لیے گوش بر آواز ہو رہا ہے۔ ادھر مندروں میں گھنٹہ و ناقوس کی آوازیں بلند ہوئیں اور مسجدوں سے اللہ اکبر کی صدائیں طیور زمزمہ سنجی میں تر زبان ہوگئے نسیم سحر جو کل صبح سے نہ جانے کیا ہوگئی تھی نمودار ہوکے گلگشت چمن میں مصروف ہوئی غنچہ مسکرانے اور پھول کھلکھلانے لگے اور ادہر معشوق کو گھبراہٹ اور پریشانی نے گھیرا۔ جانے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ وہ محرم جگر [illegible] جو ہنوں کو کسی حسرت نصیب نے رات [illegible] بیخودوں کی طرح مل دل مو الا تھا در تمام شب کی دست درازیوں سے کہیں کے کہیں ہو رہے تھے جلدی جلدی درست کیے جائیں گے۔

(باقی آئندہ)

اسلامی دنیا

آستانہ علیہ کی جامع مسجد میں کارخانہ ارکلہ سلطانی سے اعلیٰ درجہ کے قیمتی فرش تیار کرا کر بچھائے گئے ہیں۔

قریب قفقاسیہ اور بخارا کے "۱۲" استادوں ادائے فریضہ حج کیلئے آستانہ علیہ سے گذرے ہیں۔

حجاج کی خاطر افواج سلطانی سے ۱۸ ڈاکٹر مکہ معظمہ بھیجے گئے ہیں۔

سوڈانی لوگ جو مصر میں رہتے ہیں اونکے بچوں کی تعلیم کے لئے قاہرہ میں ایک اسلامی مدرسہ جاری کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

دولت علیہ کے صیغہ جنگلات و معادن کچھ دنوں سے بہت ترقی کر رہے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ ۱۰ ماہ میں ۳۴۲۲۳۰۱ قرش آمدنی ہوئی۔ اور بتدریج آمدنی بڑھ رہی ہے۔ کل تخمینہ آمدنی سالانہ کا ۱۱۰۰۰۴۸۰۰ قرش کیا گیا ہے۔ یہ ساری ترقی سلیم پاشا افسر اعلیٰ کی قابلیت و کوشش کا نتیجہ ہے۔

رومانیہ نے پورٹ سعید پر جو ٹیکس لگایا تھا وہ اوٹھا دیا ہے۔ اب مصر کی تجارتی اشیاء رومانیا کو برابر جا رہی ہیں۔

فرمان سلطانی صادر ہوا ہے کہ قبائل قرہ مجلی کے بیس ہزار [illegible] مقام منتخب میں لا کر آباد کیا جائے اور قصبہ قراجہ شہر انکو جاگیر میں دیا جائے نیز خزانہ عامرہ سے اون کی امداد فرمائی جائے۔ سلطان عثمان جن کے نام سے دولت عثمانیہ منسوب ہے اسی قبیلہ سے ہے۔

جاسوسوں کی رپورٹیں

مہاراجہ پنا کی نسبت حضور والیسرائے کے حکم کا انتظار ہے عام خیال ہے کہ ریاست گنگی کنول کشور سے دیدی۔

ملکہ قیصرہ متوفیہ کی ہندی یادگار کا چندہ حالیہ ۳۰ لاکہہ تک جمع ہوگیا ہے۔

چترال کی خبر ہے کہ قلعہ دروش میں ۲۵ کو متواتر تین روز برفباری ہوئی ۔ رستہ رک گیا ڈاک بند ہے۔

راولپنڈی میں بیلون (غبارہ) سے فوجی کام لینے کی تجربہ کیلئے ۴۸۷۰ روپیہ منظور ہوا۔

ناسک پور میں انجنیرنگ سکول کے اعلے کاریگر مسٹر اینڈرسن صاحب الزام خیانت میں ماخوذ ہوگئے۔

مسٹر اے ہیرلڈ اخبار کے مالک کو مقدمہ لائبل کرنل ڈنلپ میں ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔

کلکتہ میں برقی طاقت سے ٹریوے چلانے کا طریق یکم اپریل سے شروع کرینگے ۔ ابتدائے انتظام ہوگیا۔

برہما میں سر فریڈرک فرائر لفٹنٹ گورنر کی میعاد عہدہ اضافہ کرنے پر انگریزی رعایا ناراض ہے۔

کلکتہ کے مہاراجہ سر جتیندر موہن ٹیگور کو بلحاظ اعزاز خاص کے دو توپین رکھنے کی اجازت ہوئی۔

پرنس رنجیت سنگھ جی جمعرات کو مدراس میں پہونچے وہاں سے سیدہے کاٹھیاواڑ کو روانہ ہوگئے۔

مدراس جلسے کو وزنجال سے منگلور تک بڑھانے کے لئے ۴۳۴۹۲۹۰۰۱ روپیہ منظور ہوا ۔ ۸۸ میل ہوگی۔

دہلی کے دربار قیصری پر حضور پرنس آف ویلز کے تشریف لانیکی بابت ابھی کچھ ٹھیک تحقیق نہیں ہے۔

سرکار حضور راجہ صاحب بہادر کوریا نام جہاز پر سوار ہو کر آخر اپریل میں بمبئی سے روانہ لندن ہوں گے مسٹر وڈری صاحب چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب سری حضور کے ہمراہ ہوں گے ۔ انتظام بخوبی ہو رہا ہے۔

ہندی فوج اور امپیریل سروس افواج کے کل ۱۰۰۰ جوان جلسہ تاجپوشی پر ولایت مدعو ہوں گے۔

کشمیر میں موسم سرما برفباری یا بارشوں سے خالی رہا ۔ قحط کا خوف آنکھیں دکھلا رہا ہے۔

حضور نظام نے حجاز ریلوے کے لئے ایک معقول رقم چندہ کی بوساطت برٹش سفیر قسطنطنیہ بھیجی ہے۔

قلمرو جموں میں جو قیمتی کان کوئلہ کی برآمد ہوئی ہے ۱۰۰ میل سے زیادہ لمبی ہے ۔ فراخ وعمیق بھی بہت ہے۔

کانپور کے ڈفرن ہسپتال زنانہ میں لالہ کنہیا لال ایک خاص وارڈ خاص امراض چشم کے لئے بنوائے ہیں۔

بمبئی میں فنانشل سال رواں کے لئے بابت انتظام رفع تکلیف قحط کے ۴۰ لاکھ منظور کیا گیا ہے۔

انجمن نعمانیہ لاہور کا سالانہ جلسہ دہوم دہام سے ہوا ۔ سات ہزار آدمی شامل تھے تین ہزار روپیہ چندہ ہوا۔

دربار کے باعث دہلی کے مکانات کی اتنی قدر بڑھ گئی کہ ایک بڑا مکان ۳ ماہ کے لئے ۳۰ ہزار پر لیا گیا۔

دیسی افواج ہند سے آہستہ آہستہ پلٹنیں غیر ملکوں کی خدمت میں جو بخرچ خزانہ برٹش سے ہیں پانچ نئی بھرتی کریں گے۔

حضور والیسرائے نوشہرہ درگائی ریلوے کا بھی معائنہ کریں گے ۔ ملاکنڈ جائیں گے ۔ فراخ پٹری کا حکم دینگے۔

سرحدی صوبہ جدید کے لئے قاتلانہ حملوں کا خاص قانون بنایا گیا ۔ بلوچستان میں بھی یہی ہوگا۔

میدان کلکتہ میں سپہر کو جنرل لیچ نے فوج لمسڈن ہارس کو جنوبی افریقہ کے تمغے بانٹے۔

سررشتہ ڈاک ہند میں ششماہی سال گذشتہ میں ۹ کروڑ ۴ لاکھ خطوط پہونچائے گئے ۔ پوسٹ کارڈ ۱۰ کروڑ ۲۰ لاکھ الگ تھے اور ایک کروڑ ۴۰ لاکھ بک پیکٹ تھے۔

حضور لیڈی کرزن صاحبہ نے ۲۹ جنوری کو سرشام کلکتہ نارمل اسکول میں انعام تقسیم فرمایا۔

کلکتہ یونیورسٹی کا اگلا امتحان انٹرنس ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء سے شروع ہوگا ۔ ایف اے و بی اے ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء کو ہوگا۔

ہندوستان میں قحط زدگان کی ۱۰۴۸۰۴ سے مفت خوراک والے ۴۹۲۷۲۴۴ بلحاظ بمبئی میں ایک لاکھ ۵۰ ہزار مدراس میں ۹۲۲۹ راجپوتانہ ۸۸۴۲۱ پنجاب ۲۷۷۳۔

پنجاب میں شاہپور کے علاقہ خوشاب میں بھی طاعون نمودار ہو گیا ۔ دو کیس ہوئے ایک مر گیا۔

میسور کے خزانہ دیپلا منگل کا صراف ... راؤ بجرم خیانت پکڑا گیا ۲۸۰۰ کی غبن ہے۔

شاہ قیصر نے برٹش تاج کا خاکہ بدل دیا۔ شاید گورنر جنرل کے علمو پنجر بھی اسکا نشان تبدیل کیا جائے۔

چترال مین بھی برفباری کی قلت ہے قلعہ درروش مین ۱۲۰۰ من گھاس جلکر راکھ ہو گئی کمسریٹ کا سنگین نقصان ہوا۔

لاہور مین انتظام طاعون کے لیے ملیحہ افسر ۱۰۰۰ روپیہ ماہوار تنخواہ کا مقرر ہوا اضافہ پولس بھی ہوگا اس کے لیے میونسپلٹی لاہور نے دس ہزار روپیہ ماہوار منظور کیا۔ باقی روپیہ سرکار دیگی۔

مہاراجہ صاحب الور نے سن بلوغ حاصل کیا بوجہ لیاقت کے امید کہ اسی سال مین اختیار پاوینگے۔

برٹش فوجون کے لیے ۱۳۰۰ آسٹریلیا گھوڑے ۹۰ ہزار پر خریدین گے۔ اور ۵۰۰ گھوڑے ۵ لاکھ ۵۰۰۰۰ پر خرید کیے جاوینگے۔

لدھیانہ کے بعض نواح مین چوہے بکثرت مرنے لگے صفائی کی طرف توجہ مبذول ہے۔

ہندی بجٹ مین توسیع ریلویجات کے لیے ساڑھے دس کروڑ روپیہ اگلے سال کے لیے منظور کیا جائیگا۔

ہند و طلبہ کے فائدہ کے واسطے یونیورسٹی بورڈنگ ہوس بنانے کے چندہ مین ۲۵ ہزار کی معقول رقم مہاراجہ صاحب بلرامپور نے عطا فرمائی ہے۔ چندہ ایک لاکھ ۳۲ ہزار تک پہونچ گیا ہے۔ مہاراجہ صاحب اجودھیا بھی ۵ ہزار دے چکے ہین۔ اس کا نام سر انٹنی کی یادگار کے طریق پر بکیڈانل بورڈنگ ہوس رہیگا۔

نیا کمیشن کے فیصلہ کی نقل مہاراجہ کے کونسلی نے حاصل کرنے کی درخواست کی نامنظوری کی گئی۔

اب کے موسم گرما مین یونیورسٹی تعلیم کی ضروری اصلاحون کے لیے ماہران کی کمیٹی شملہ مین بیٹھے گی۔

مہاراجہ صاحب کپورتھلہ کلکتہ سے واپس آئے دو روز آگرہ مین بھی ٹھہرے اکثر ریئسون سے بھی ملاقات کی۔

تعلیم یونیورسٹی کمیشن مین سید حسین بلگرامی اور نواب عماد الملک بہادر بھی ممبر مقرر کیے گئے۔

راجکمار کالجون کی کمیشن مین یار محمد خان مدار المہام جاورہ ولیبونکی طرف سے اکیلے شامل ہین۔

حضور وایسراے قلمرو نظام مین سیر و شکار فرماوینگے۔ میانمیر۔ اٹک و انبالہ مین فوجی بارکون مین برقی پنکھا اور برقی روشنی لگانے کا حکم دیا گیا۔

مسٹر جے پادشاہ صاحب رخصت ولایت سے واپس آنے پر پوسٹ ماسٹر جنرل بنگالہ مقرر ہونگے۔

ہندی فوج کے متعلق ایک ہسپتال ٹرین کے لیے ۲ لاکھ روپیہ اور بہرہ فوج کے لیے ڈھائی لاکھ روپیہ منظور ہوا۔

ہندوستان مین شفاخانجات قدیم کے لیے گورنمنٹ نے ایک لاکھ روپیہ کا سالانہ خرچ منظور کیا ہے۔

کلکتہ کے دیسی میوہسپتال کو ۵۰۰۰ روپیہ والی نیپر داران نے عطا کیا۔

برما مین ایک ملٹری افسر میجر جسن سرقہ و خیانت مجرمانہ کے الزام مین شش سپرد کیا گیا۔

والیان ریاست نے جو جلسہ تاجپوشی پر مدعو ہوئے ہین حفاظت ذات کے لیے خاص جاذی انتظام کیا ہے۔

ایڈووکیٹ کلکتہ کی ہائیکورٹ مین ایک مستقل جج کے اضافہ کے لیے وزیر ہند سے درخواست کی گئی ہے۔

شملہ مین آج کل چیچک کا بہت زور ہے۔ برفباری کم ہوئی۔

لکھنؤ کے مشہور استاد اہل زبان مصنف فسانۂ آزاد وغیرہ پنڈت رتن ناتھ سرشار نے حیدرآباد مین قضا کی۔

لاہور مین ایک اسپیشل انجنیر ۱۲۰۰ ماہوار پر مقرر ہوگا توسیع آبرسانی کے لیے ڈیڑھ لاکھ منظور ہوا۔

مطبع حمیدی آفس بمبئی مین باہتمام حکیم محمد عبد الحمید دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔